

(109)

prmr



(For Government)

Presented to JCC R. by
Mr. Agha Khan

9.4.58

اندر کار ملک نشین تحریر

26

وزارت قبول کرنے کا لہ

(گید و کانڈمن - زبان - وزارت)

از سرورنا آزاد

(غیر ملکیوں؟)

لغتنا بر نظر

مولانا محمد علی صاحب

25/7/59
فرمان لکھنا غیر ملکیوں سے۔ اے جھپا پائے
25/7/59

(109)

میشل تحریریں

فدر ۱۸۵۷ء کے ہندو سول جوبہب ہندو رتنان میں توصیت اور مہا لکھنؤ کی ترکیب کا
 آغاز ہوا تو یہ حرف گرن پندرہ سالہ تقسیم یافتہ ہندوؤں تک محدود تھا جو مغربی علوم
 ماہر تھے۔ ہندو سول تھان اور سول تھانریب سے بہت بڑا مدد تک شامل تھے۔ ہندو
 شروع میں یہ لوگ بالکل مشعل (قوم پرست) تھے۔ اور ہندو رتنان کی ہر چیز کو ہندو رتنان
 کا ہندو توصیت کے نقطہ نگاہ سے دیکھنے کا کوشش کرتے تھے۔ لیکن جب انیسویں صدی
 کے آخر میں تقسیم بنگال کا حوالہ پیدا ہوا اور ہندوؤں نے اس کے خلاف جدوجہد کی تو
 انہوں نے ہندو سول کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد ہندو رتنان نے ناسا بنگال کے اٹھائیسویں
 تو ہندوؤں کے دونوں میں نظریہ دورہ اس کا کچھ رد عمل جو نا شروع ہوا۔ مگر بعد
 یہ دیندر زبیر نمایاں نہ ہو سکی۔ لیکن ۱۸۷۷ء کے اجتماع میں سٹوارٹ کے اصلاحات کا
 جبر پانچواں، جہاں کا ہندو انتخابی آئین اور سول ٹیپائی تو بعض ہندوؤں کی طرف سے
 میں اس قسم کی ایک آواز اٹھی کہ ہندوؤں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ لیکن ہندو
 کے ہندو ہندو ہندوؤں نے اس تحریر کی توجہ نہیں کی۔ مگر یہ کہ زمانہ میں جب ہندوؤں کا
 میں ہندو سول کا یہ حیدر ہوئے تو ہندوؤں نے اپنی فطریہ ضرورت میں اس تحریر کا مدد کرتے
 ہوئے تھے کہ یہ ایک نہایت سہل ترین پر جسے جتنی جلد ہو سکے ختم ہو جانا چاہیے۔
 لیکن ۱۸۷۷ء میں سٹوارٹ کے اصلاحات کے نفاذ کے بعد جب جہاں کا ہندو انتخابی آئین
 نے یہ عمل آئی تو اس کے درمیان ۱۸۷۷ء میں پنجاب کے ہندوؤں نے مسلم ٹیپائی کی تقلید میں
 ہندوؤں کی ایک جماعت بنائی۔ مگر یہ جماعت ایک بے باک جماعت تھی۔ اس کے
 کسی کو شک نہ تھا کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ ہندو سول اور یہ حرف ہندو سول و ہندو
 ہندوؤں کے حلقہ دورہ کریں ہندو سول کے حلقہ دورہ کے زمانہ میں جب جماعت
 بنی اور ہندو سول کی ترکیبات میں دیشی دیشی لڑائی کو بعض لوگوں نے سوچا کہ
 اگر ہندو سول کو لڑائی کی جگہ ایک ایسی جماعت بن جائے تو عدم تعاون کی ترکیب

یادت لیگیں۔ دینی تائید والے معجزات کے بارے میں ہمیں پہلی مثالیں دینی کی پہچان
جمعیۃ العلماء کے شمار پر ہندو پنڈتوں کی ایک جہتسببی تھی۔

کدین اور دت ہندو سماجیوں آئنا اتحاد تھا کہ یہ ہندو سماجی
طرح ہی سماجیوں کی طرف نہ سمجھی گئی مگر یہ فہم نہ تھا کہ جو سماجیوں اور
سماجیوں کے سیاست سے کشاکش شروع کی تو تہہ رشتا ہندو سماجیوں کا باہمی اتحاد
کمزور ہوا۔ اس وقت ہندو سماجیوں کی یہ حالت تھی کہ اور ہندو سماجیوں
نام سے ملک میں رشتہ سازی ہوئی۔ یہ دینی سلسلہ ایچ ڈی جانتا ہے۔

توحیت در اسلام

دنیا میں توحیت در اسلام کے معنی نہیں البتہ ہجوئی (جبار عاصی) توحیت در اسلام
کے معنی ہیں۔ مگر اس وقت ہمارے یہ دہید میں سوال جبار عاصی توحیت کا نہیں بلکہ
دنیا میں توحیت کا ہے یعنی اس وقت ہمارے سماجی ہندوستان کو سماجیوں کے چٹیل سے
جاتا رہا ہے کہ سوال ہے، سوال اس میں سماجیوں کو ہندو کے ساتھ ایک ہی نام ہندو
رہا ہے کہ کشتی سے پر ہیز نہ کرنا چاہیے۔ اس نام کی توحیت در اسلام تو سمجھ
کے فہم نہ ہیں۔ مگر میرے علم پر ڈاکے ملے اور چون اور عید اور مکان میں آگے
یہ واقع ہو تو میں یقیناً وہ دلوں کے ساتھ شریک ہو کر ڈاکوں کا مقابلہ کر دینگا
اور میرے فعل کی طرح ہی انسانی جبار اور کے عالم کی سمجھ کے فہم نہ ہو گا۔
یہ حال اس وقت ہندوستان کا ہے۔ اس میں یہی ایک لمحہ کے لیے ہی اس لیے یہ
مقلد نہ ہو نا چاہیے کہ حصول آزادی کے لیے آج کل ہندوستان میں جو جہاد
جاری ہے اور میں ہندوستان کے ہر فرد کی حیثیت تو یہ ہے کہ ہندو سماجیوں کے
مقابلہ میں صف آما ہو گئی۔ فرد کی اس اسلام کی سمجھ کے فہم نہ ہو گا۔
اور ایران و غیرہ میں توحیت در حقیقت کے نام پر جو کچھ کیا گیا ہے اس سے

اوردو کا ایک ایک مدرسہ رکھ دیا جائے۔ آج ہر خلع کا گھر میں ایک گھر تو ہر
 کا مطلب یہ ہے کہ جہاں کہیں ہندی رسم الخط رہے وہاں ہندی لکھنے کا نام ہو
 اور وہ رسم الخط بھی ہر کاری اور ہر مسئلہ سمجھا جائیگا۔ بہار میں اس سلسلہ
 میں حکومت نے جو کچھ کیا ہے اس تجویز کے عین مطابق ہے۔ سی پے کی حالت تو
 اور دھندلے میں اگر اس وقت ہندی رسم الخط رہے تو کچھ تو کچھ لکھیں گے اس
 تجویز کے بموجب بہار کے طبع دہاں اوردو رسم الخط کو بھی رہے لکھ کر نا ضروری ہے۔
 حکومت کو اس سلسلہ میں انتظام کرنا چاہیے۔ اگر سی پے کی حکومت ایسا
 نہ کرے گی تو اس کا یہ حال کانگریس کے اس تجویز کے سر پر خلع ہوگا۔ اور سی پے
 میں یہ کیا ہو تو ہے۔ جہاں کہیں رسم الخط ہو وہاں کانگریس کا یہی طرز عمل
 ہونا چاہیے۔ اگر آپ کا کہنا ایسا نہیں ہے تو کانگریس کی اس تجویز کی بنیاد پر
 ہم اسے تبدیل کر دیتے ہیں۔

یہ ظاہر کر دیا تو تہہ دلہندہ یعنی ماڈرن اور سائنس ہونے لگا
 قدرت لیندہ یعنی کنٹرولڈ اور کیونٹی۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے
 بعض بعض ماڈرن ہندو زبان وچار یا کنٹرولڈ ہوئے ہیں جو اہل دل اور
 سادہ دہاں میں انتخاب کرتا ہے۔

لیکن خیر، اس وقت تو میں اس سے بحث نہیں کر سکتا کہ رجحانات
 کیا ہیں۔ یہی تو یہ سوچنا چاہیے کہ یہاں کے ساتھ کیا کام لیا جائے۔
 یہاں کے حرافہ طور سے حلقہ کر دیا جائے کہ یہ اعلان کر دینا چاہیے
 کہ اور اس اعلان کی ہر دو دیو اور پر نقش کر دینا چاہیے کہ ہندی دین
 جذبہ ہونے کے لیے ایک لمحہ کے واسطے چاہیے نہیں۔ بحیثیت یہاں کے لوگ
 جو نویں خصوصیات ہیں اس کو نہ صرف ہندی رکھیں بلکہ ان کو ترقی
 کانگریس میں شریک ہو اور ان کو اس حلقہ کے لیے دھند میں اپنے ہندو ہونے کے

دشمن بہ دشمن چنے گئے یہ مٹنے پر گزر نہیں ہیں کہ مسلمان اپنی اچھا نیت اتنی خفا
کو خیر باد کہہ دیں اور ہندوستان کی بقا و توحید کے مسئلہ میں اپنی جد آگاہانہ
تھی غفر کو جو کہہ رہے ہیں ۔ ایسا پر گز نہ ہونا چاہیے اور نہ انشاء اللہ ایسا
ہوگا ۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ہیں اس حقیقت کو بھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ
ہندوستان میں رہنے والے ہندوؤں کی وجہ سے ہمارے ہندو ہندوؤں کے درمیان جو چیزیں
مشترک ہو گئی ہیں یہی ہیں کہ ان کا معاملہ بھی ذکر کرنا چاہئے جیسا کہ ایک پرانہ
میں ہندو رہا سجانے کا معاملہ کی آواز بلند کی تھی کہ ہندو مسلمانوں کے ساتھ
نہ جائیں ۔ رہیں دیکھ ۔ اسی نتیجہ کی خفا تھی جو ہم کو ہندوؤں سے ممتاز
کرتے ہیں ان کو بھی نہ جوڑنا چاہئے ۔

ہم کو ہندوستان میں ایک ممتاز غنہ ہندو قوم در رہنا چاہئے
لیکن ایک مخالف و جنگجو غنہ نہ بننا چاہئے کہ ہندوستان کی کاجلی مشق
نہ نکلے میں ایک ممتاز گھم آئند جزر کا طبع رہنے کا کوشش کرنا چاہئے ۔
گویا توحید کا نظریہ کو اس حد تک تسلیم کرنا چاہئے جہاں تک ہمارے ملی
مخالفت کی تعلیم کو منوط نہ کر کے اس تعلیم کیا جا سکتا ہے ۔

مسلمان اور تحریک آزادی

اصل سوال یہ ہے کہ مسلمان اپنی جدوجہد کی بنیاد کس چیز پر رکھتی ہیں ۔
آیا صرف دینیہ پر یا از علان دینیہ پر ۔ اگر صرف دینیہ پر رکھتی ہیں
تو سارا رستہ ہی بدل جاتا ہے ، منزل ہی دوسری ہو جاتی ہے ، اس کے
احکام و رسوم ہو جاتے ہیں ۔ لیکن اگر یہ بنیاد از علان دینیہ پر رکھی
جائے تو جو صورت حالت بالکل دوسری ہو جیتی ہے ۔ اختیار کر لیں ۔

مہاؤں کے بعد دیہہ کی بنیاد اذعان دیتین ہر رگی مین انوس پر کہ
 بغیر حالت دھوکا کی بنا پر عام ہوا تو اسے صحت دینا ہر کی بنیاد کو
 کیا ۔ انگریزوں نے مختلف ترکیبوں سے ان کو یہ سمجھایا کہ ہندوستان میں
 کو ہندوؤں کے غلبہ سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک تیسہ حصہ ہندوؤں کو
 ضرورت ہے ۔ اگر یہ تیسہ حصہ ہندوؤں کو ہندوستان کے مہاؤں پر ہندوؤں
 کا غلبہ ہو جائیگا تو یہ ہندوؤں کو ہندوستان کے مہاؤں سے جدا کر دے گا
 یہی یہاں تک کہ مہاؤں کو اس کا یقین ہو گیا کہ ہندوستان میں انہیں مہاؤں
 کی بقا انگریزوں کا بقا پر منحصر ہے ۔ اگر انگریز چھوٹا ہندوؤں کا
 مہاؤں کی سخت دشمنی اڑھانا پڑے گا ۔

۱۹۱۷ء میں مع یس کے بننے کا یہی مقصد تھا کہ انگریزوں کی
 کر کے کچھ بے باکی اور جہد ہندوستان کا ہندوؤں کے بڑے بڑے جہاد کی
 فتویٰ کے حصول کے لیے چیلہ میں ۔ ان حالات میں مہاؤں کو ہندوؤں کی
 یہ کہ ایک تیسہ حصہ ہندوؤں کا وجود ہندوؤں کے ہاتھ میں رہے
 انہیں یہ سمجھنا کہ انہیں ہندوؤں میں خارج ہے ۔ اگر انہیں اس سے
 تو پھر ان کے دل میں بھی ایک شک پیدا ہو جائے گا ہندوؤں کے دل میں شک
 اگر دولت کی سون کا نقطہ نظر یہی رہے کہ تو ایک آبادی
 ہندوؤں کی تو کیا ہی اور اگر اس میں وہ تو ایک ہوتے ہیں تو ہندوؤں پر ایک
 مع کا اعلان کرتے ہیں ۔ دیکھو کہ انہیں ان کے ہاتھ میں نہیں لیکن ان
 کتاؤں میں ہر ہر ہوتا ہے ۔ شق یہ کہتا کہ خلعت کے زمانہ میں ہم نے کانگریس
 کو کانگریس بنایا ، ترک سولہ کے زمانہ میں سب کو اس کے ہاتھ میں
 مگر ہمارے ہندوؤں کے لیے کیا ، ترک سولہ کی ترکیب میں مہاؤں کا
 ہوا ، یہ نقصان ہی لڑنے کے لیے یا جس میں کا مطلب ہندوؤں کے

دیکھو ان سے ان چیزوں کی قیمت وصول کرنا ہے۔ یہاں یہ سمجھتی ہیں کہ
انہوں نے آزادی کی جدوجہد میں جو کچھ کام کیا اس کا ثواب ہندو کو
دینا اور اگر ہندو کو چاہیے کہ اس کی قیمت ادا کرے۔

اگر دولت مع شیب کی طرح جو جا عتبہ ہے وہ گناہ یا گناہ غلیظ
آواز بلند کرے گا وہ قدرتنا ہندوستان کی جدوجہد آزادی کے درستی
میں روشنی ثابت ہوگی اور اس شخص کے سارے نتائج ایک تیسہ لاکھ
دیکھیں گے کہ دینے جا کر پڑیں گے۔ اس پر یہ طریقہ بالکل ہی غلط ہے۔ اور اس
سہولت کو ایک روٹی کے دانہ کے برابر ہی خالص نہیں سمجھ سکتے۔

میں نے مع شیب کے ذریعہ دار وزارت کے ہاتھ آ کر اپنے لیے
دیکھیں گے یہ تین منہ مات ان میں تو مع شیب کا اثر ہے اس کا نتیجہ اہم
ہو جائیگا۔ میں دار آزادی کا آل (۲) اس کے حصول کے کارکن کے
رشتہ پر دیکھ رہے ہیں (۳) مع شیب کے تحفظ کے مع شیب کی ایک بدنامی
جاعت کی حیثیت سے قائم رکھنا۔ اگر انہوں نے اس نہ مانا۔ اصل
حوالہ نصیب لینا کا ہی نہیں بلکہ جدوجہد کا ہے۔ اور جب تک مسئلہ بنا جو
میں مع شیب کے جدوجہد کے اس طریقہ کی پسند نہیں کر سکتے ہیں کہ
کارکنوں نے حکومت کا چھوٹا وقت ضائع کیا ہے۔

اگر دولت مع شیب کا سارا شور مچاؤ غنا وزارت کے حصول کا
شور مچاؤ ہے۔ اگر شیب کی وزارتیں مل جائیں تو اس میں چھوٹے منہ مات
عمل چلایا جائے گا ان کے رہ گئے زیادہ شکایتیں ہوتی ہیں کہ ان
آواز نہ اٹھیں بلکہ مع شیب کے یہ افراد وزارت کی کرسیوں پر بیٹھے
ان کے لیے کوئی کام نہیں کرتے جو اس کے لیے دینا چاہیے نہیں۔
کچھ ایسے بار جو دیکھیں گے کہ ان کی شیب کے مع شیب کے لیے

کر سکتا۔ لیکن مجھے ۱۹۱۱ء کے مستقبل کے بارے میں ذرا بھی مایوسی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو قوم فیصدتِ فلسفینہ تک آگیا ایسی کبھی شکرِ کھتی ہے جس میں ایک دلچسپی میں فیصدتِ فلسفینہ کے ذریعہ اثر نہیں کرتا تو کبھی نقصان میں نہیں رہ سکتی اور نہ اسکی مبدع کو ہلاک و تباہی کی حیثیت دینا ہوتا ہے۔

فرمانیہ روایت

آئین جدید کا اصول ہمارا جدید ہند کی آخری غرض نہیں ہے۔ اگر یہ آئین
 ہمارا جدید ہند کی آخری غرض ہو تو تو ہم بریت پرستان ^{میں} ~~میں~~ وزارت
 میں کے پتے تا لیکن جتنے موجدوں کا ہمت میں ہم ایسا نہیں کرتے۔ ہم نے
 اس وقت وزارت میں اگر قبول نہیں کیا ہے کہ حکومت کرنا ہمارا مقصد ہے۔ بلکہ
 ہم نے یہ مقصد کیا ہے کہ اس وقت جدید ہند میں ہمارا مقصد یہ ہے جو ہمارا
 وقت کے تقاضے کے بموجب ہیں۔ اپنا جدید ہند میں کبھی رفتار سست کر دینا چاہتا
 ہے اور کبھی تیز۔ تو کبھی وزارت میں کہ ہمارا رفتار سست ہو۔ لیکن ہمارا
 اصل وقت کا تقاضا یہ ہو کہ ہم اپنی رفتار میں تیز یا سست کر سکیں اور وزارت
 کے ہر جگہ کو کندہ ہونے دیتے رہیں گے۔ ہر جگہ ہر جگہ رفتار سست کا مقصد
 یہ ہے کہ اس وقت کا گھر کسی وزارت میں جس میں اس وقت کے تقاضے کے بموجب
 حکومت نہیں کر سکتیں جو جو دیتے تھے خود میں ہیں۔ ہم وقت
 کا تقاضا جو دیتے ہیں۔ اصول پر عمل پیرا رہنا چاہتے ہیں جہاں تک
 میں اپنا جدید ہند کی کوئی حیثیت کے تقاضا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ ہم نے یہ
 وزارت میں بنا سکتے ہیں کہ ہر جگہ کہ ہر جگہ اس وقت کے تقاضے کے بموجب
 ہمارا آخری مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی وزارت میں کمال کے تقاضے کو پورا کر سکیں۔

ہمارے ملک میں ایسا وزارت کا گھروں پر بیٹھے نہ بدبو رہے کسی وقت بھی جو یہ
 کہ میرے ان نو نوکاروں سے وہ بھل نہیں کرتے۔ خدا جانے یہی کس وقت ختم کا تھا
 یہ سنا پڑا کہ اور ہم وزارتوں کو جوڑ کر میرے ان میں ٹکڑی پر بھجوا دیوں۔
 اگلی مہینے میں وزارتوں کی ترتیب سے درجیات کا بہت خیال رکھا اور ان
 ایسے شخصوں کو وزارت میں نہیں دیا جو وقت دیر یا غلط ہمارے آئینہ
 میں خلل نہ گھاتا۔ بہت سوچا۔ تو یہ سمجھا کہ اگر ہم وزارتوں کو ٹکڑے کریں
 اور پھر یہی ختم کا سنا پڑا تو یہ لوگ ہمارے رشتہ میں کتنی بڑی
 رکاوٹ بن گئے ہونگے۔ اسی ہی کا نتیجہ یہ تھا کہ میں غلط وزارتیں بنا کر
 دیکھ کر یہ کوشش کی کہ میرے کانٹے ہی ہونگے۔ کم از کم کانٹوں کے اسمبلی پر دیکھ کر
 اور اسے ڈھیلے کر کے بھول کر یہ وزارت میں بنا دیا۔ مگر اس میں بھی
 میرے اثر یہ تھا کہ اگر ~~اس طرح~~ کانٹوں کو اسمبلی میں ٹھوس اکثریت حاصل ہو
 وزارت بنا کر جانے دینے نہیں۔ اسی کے نتیجے میں یہ ترتیب وزارت کا خاتمہ
 کا تھا کیونکہ وہاں آؤ دیکھا کانٹوں کو داخل اکثریت حاصل نہ ہو۔ مجھے یہ کہا گیا
 کہ بعد میں اکثریت ہو جائیگی مگر میں اس کا ٹائل نہ تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں دنیا کو
 یہ بتا دینا چاہتا تھا کہ ہم وزارتوں کے پیچھے دوڑنا نہیں چاہتے۔ یہاں اگر وزارت بنائے
 ہے تو بنا کر ہم اس سے کیوں ڈریں۔ ہم نے وزارتیں بنا کر کانٹوں میں ہی رہیں۔
 وزارتیں دیکھ کر دیکھ کر اس کے ماتحت بھول گئے ہیں۔ آئین کے تحت ہر چار سال
 دیکھ کر نہیں۔ یہ بھی دیکھ رہے ہیں۔ میرے دیکھ کر حق۔ ہم ایک کے استعمال آئینہ
 دیتے تھے وہاں کی نفاذ بہت خراب کر دی تھی کہ کانٹے میں ہر دور کے پارٹی میں
 دیکھ رہے ہیں اگر وہ تھے۔ وہ انہی کی وزارت کی حمایت کرنا چاہتے تھے۔
 ان کا کہنا یہ تھا کہ اگر یہ ایسا سمجھنا کہ کانٹوں میں اکثریت نہیں ہے غلطی کی
 سر دیکھ کر اس کی حمایت ہونے چاہیے۔ ورنہ یہاں کی وزارت چلی جائے۔

2. Manuscript No. 140

Author: Azad, Maulana Abul Kalam

Title: National Tehrik

Language: Urdu

Script: Nastaliq

Pages: 25

Subject: Freedom Movement in India

It contains four or five essays on the political situation of Sindh province of British India. Maulana Azad wanted to bring out the role the Congress leaders played at the time of independence movement. At present it is in the Indira Gandhi National Centre for the Arts for microfilming.

سردار پتلی نہ دیکھ لے جس سے اس کی نیت کا رعبہ کر دیتا تھا۔ مگر میں نے
 کہا کہ یہاں کہیں نہیں رہیں لاکھ دواڑیں بنائے گا کوئی ہم نے دواڑیں بنانے
 کا شوق نہیں ہے۔ اسی قسم کے سوچنے تو ہمارے امتحان کے سوتے ہیں۔ وہاں ہم نے
 سوچوں پر تو ہم دنیا کو یہ بتلا دیتے ہیں کہ کانگریس اصول کی خاطر کتنی قربانیاں
 کر سکتی ہے۔

بہر حال میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آئندہ جدوجہد کا سوال
 پارتی بنائے تو ہوتا تو ہم مسلم لیگ کے اسی روئے کا باوجود بھی جھگڑا نہیں کرتے
 بلکہ ان کے کہہ بہ دواڑوں میں سے ہیں۔ مگر سب حالت کو جو ہم دیکھتے کرتے
 کو جو حالت میں ہم جتنا آگے بڑھ کر مسلم لیگ سے مصالحت کرتے ہیں
 نہ اس سے روکنے نہیں کیا۔ لیکن اصول سے ہم لیگ کے پار نہیں جانا نہ دواڑوں
 کی قدر و قدر کی اور ایک ناگہان ٹھکانہ کے ساتھ مصالحت سے مار پیچہ ڈالیں کہ ختم
 کر دیا۔

مسلمانوں کے سامنے اس وقت بجز ایک اور کوئی راستہ نہیں کہ وہ آزادی کی جدوجہد
 میں پورے بوجھ دواڑوں کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ مسلم حقوق کا تحفظ کا کوئی اور راستہ
 ان کے سامنے نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی اور راستہ ہو گشتاں تو ہم ہر لمحہ کانگریس سے
 فاصلہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ہم کانگریس میں مسلمانوں کے مفاد کے پیش نظر نہیں
 ہیں۔ اگر مسلمان یہ معلوم ہو جائے کہ کانگریس سے باہر یہ مسلمانوں کے مفاد کو نہ دے
 بہتر طور پر منوط کیا جا سکتا ہے تو ہم یقیناً کانگریس سے باہر آ جانا چاہتے
 لیکن ایسا کوئی راستہ نہیں ہے۔ مسلمان کانگریس سے باہر نہ ہو ستر طریقہ ہوتا ہے
 حقوق کا تحفظ ہرگز نہیں کر سکتے۔

یہ بھی کہہ کر فائدہ کے بغیر ایک حالت درافتا ہو گئی ہے جو

مسلمانوں کی ہمدردی سے مخالف گروہ آہستہ آہستہ اپنی اپنی طرف سے ہٹ کر رہ گئے۔
 سے باندھنا شروع کر دیا۔ لیکن اب مسلمانوں کو یہ حق تھا بالکل چھوڑ دینا
 چاہتا تھا۔ لیکن اس طرح دیگر نیرنگیوں کی دوسری بھی مدد کر سکتا تھا۔ اس لیے یہ بات تھا
 جب دیگر نیرنگیوں کو ساتھ لے کر وہیں پہنچ گیا تھا۔ اگر اب صورت حال
 بالکل بدل گئی تھی۔ اب تو صرف یہ کہ اگر نیرنگیوں کے ساتھ مسلمانوں کو
 دیگر نیرنگی سے یہ کہیں کہ ہم یہاں نہ چھوڑیں، ہم تمہاری مدد کر رہے ہیں۔
 لیکن یہاں نہ رہنا۔ اگر مسلمان کی اپنی آئینہ حیثیت پر خود کو ناچار
 اور یہ خیال بالکل دل سے نکال دینا چاہتا تھا کہ اب دیگر نیرنگیوں کو اس کے
 رہائی کے واسطے بہرہ بردار بھی کرنا پڑے گا۔ جب خود اس نے دیگر نیرنگیوں کی اپنی
 کشتی ہی بھنوں رہیہ کیونکہ کھانا پینا تو کبھی دوسرے کا دیکھنا ہی
 کشتی کو کیا بہار اور کشتی۔

چنانچہ ہی جینے کے اثرات بیکار توجہ پڑا۔ خطاب پرانہ رہ گیا
 جسے آزادانہ ہندو مت کے پیروں کا اظہار کر رہی تھی۔ حالانکہ کلی کلی
 ان کی کڑی نظر والے آزادانہ ہندو کے نام پر اڈا کے سر پر بھی ہو رہے تھے۔ اور
 یہاں تو گھنوں اور بھسوں میں بیٹھ کر تو ہی تریاکات کا سچا اڑا کر سنا
 ہندوستان میں تو سیت کے نام پر اس وقت تک تھا جو جہد جہد کی
 اس کا لہری نتیجہ ہی ہونا چاہیے تھا۔ آپ حقیقتوں کی طرف سے کتنا ہی
 آنکھیں بند کرنا چاہیں لیکن بات فرمیں کہ نہ کہیں نہ کہیں حقیقتوں کی دیکھو تو اس کا
 آنکھیں آنکھوں کو بند کیا رہا۔ یہی حال آج مسلمانوں کا ہے۔ مسلمان آج
 سے پہلے کا گھر لیں کہ باغیوں کی ایک جماعت سمجھتے تھے اور ان کے گھر میں
 یہ بات آتی ہی نہ تھی کہ باغیوں کی یہ جماعت ایک دن حکومت بھی بن گئی تھی
 لیکن ان کے نہ سمجھنے سے حقیقتیں تو یہ لے لیں کہ یہیں جو ہر ایک

اب تو گاہ آنکھیں کھلیں - شرب چل رہا ہے عقل کے سلسلہ کو دریا میں
 سمجھنا نہیں چاہتے - رشتہ کی جڑ کا پوند نہ گونا گویاں آنکھیں تو خود ریشہ جھادیں ہیں
 کہیں راجہ تیرے یہ کسوں نہیں کہہ سکتے ہیں کہ رشتہ کا سہہ دیکھ کر کہاں ہیں اور اسے
 کیسے تپتہ میں دیا جا سکتا ہے - رشتہ کا سہہ ان آنکھوں کا ٹیپ کو اپنا ٹیپ نہیں
 کہہ بندوں کا ٹیپ سمجھتے رہی - اور اس سلسلہ میں اگر انہوں نے کچھ کوئی بند
 کی جگہ تو اسے بندوں پر اس کا کیا اور اسے ستوتے رہی کہ بندوں کی جگہ تو انہیں
 اور کرنا ہے یہ کہنا کہ - "ہم ان کا نہیں کہہ سکتے" یا "تو
 خود اس کے زمانہ میں ہمارے تعلق ہو ا، علیحدگی کی نیوٹن کا ہم نے بند کر دیا کہ
 بنارس میں بندوں سے کچھ نہ کیا" - رشتہ دیکھ اس باتیں ہیں جو کہ بندہ کا کیا
 کرتا ہے۔

دردھا اکیم دردھاؤں کی نہ ہی تعلیم

یہ تو اس ٹیپ پر کہ بندہ تان میں تعلیم کو اکیم ہی کیا رہتا، اس میں نہ ہی تعلیم
 کا خانہ طر در ہوگا - کہیں سوال یہ کہ یہ خانہ بھرا کیسے جائے - دردھا تعلیم اکیم
 یا کوئی اور تعلیم، سناؤں کے ہی نہیں تعلیم کا ہونا ضروری ہے - اس لیے یہ سوال سناؤں کے
 لیے نور طلب کر کہ گویا وہ منزل پر نہ آسکا ہی تھا یہ کہ سناؤں کی نہ ہی تعلیم کا نظام
 حکومت کے ان قوں میں دیریں؟ اس سلسلہ پر میں خود بھی ابھی نزدیک ہوں - رشتہ
 تو صورت یہ ہے کہ حکومت کو نہ ہی تعلیم کو کوئی دوسرا نہیں رہا - نہ ہی تعلیم
 کا انتظام دیو بند رجیٹر ہمارے کے نہ دیکھ غیر سرکاروں سے علم اداروں کے ساتھ
 میں رہا - اب سوچنا یہ کہ آیا اس نظام کو بہتر بنایا نہ ہی تعلیم کے تمام اداروں
 کو غیر سرکاروں کے قوں میں دیرینا ٹیپ کر لیا گیا - اور آیا ان ٹیپوں سے اس وقت ہوا

تو ہندو علم حوال نہیں ہے۔ کہیں چپ صفحہ میں رفتہ رفتہ یہ پیدا ہوتا
 جاتا ہے ہاتھ کہ صفحہ کی اکثر یہ کیلیوں سے تو یہ بہت شہر
 صورت اختیار کر لیتا ہے۔ تو کچل کا ترپن کے اختیارات جو اس سے
 اور جس کا قسم کا شگایہ بگڑا ہو مولا چوہا سے یہ سادہ
 پتھر سے اس کا ترکیبوں کا ترپن کا صفحہ کا دودھ دانہ نہ کر کے
 کو ششہ کی بات ہے اور جب تک ہندو باکل ہو نہیں پو پاتا ہے اور
 یہ نہیں سمجھ لیتے کہ وہ ہمارے چاند کی کھل جائیگی تب تک کہ اس
 حرکتوں سے باز نہیں آتے۔

کہیں ان تمام اوصیات کے باوجود دیکھ کر دیکھ کر کہ یہ
 کا ترپن سے کون ایسی ترپن کا قوت حاصل نہیں جو ان تمام باتوں
 پر غائب آسکتا ہے۔ شاید کہ طور پر صفحہ کے ساتھ کہ جو
 اتنا ہی ہے تو ہمارے تقیم اس طرح کہ کا ششہ تقریباً ب
 میں اور ساہوکار ہمارے ہاتھ کے ہاتھ نہ تقریباً ہندو
 یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ جب صفحہ کی صفحہ کی کا صفحہ زیر بحث تھا
 تو رفتہ رفتہ ہندو اس کا سخت مخالفت تھے۔ ان کا بگڑا ہوا
 یہ تھا کہ یہ صوبہ اپنی ساری کا بگڑا ہوا خود برداشت نہ کر سکا تھا
 جب اس مقام پر رہا ہے کہ وزارت میں تو کیوں نہیں ہوتا تھا
 دیکھ کر یہ دھوکے کا تھا کہ صوبہ کی آہوں کی بڑھانے کے لئے
 کوئی ٹیکس نہ لگایا جائے بلکہ صفحہ کے صفحہ کے لئے
 آجائیں گے نہ کہ (دائیسٹ) میں رہتا ہے کہ صفحہ کے
 آمدن کے لئے کہ یہ اگر دیا جائے۔ صفحہ کے صفحہ کے لئے
 ہندو نہ لگائیں تب صفحہ کا ششہ لگائیں۔ کہیں یہ ہوتا

کہیں جب کہ خالصتاً ہندو ہندو صفحہ کے صفحہ کے لئے
 تو اب جب کہ اس کا کوئی ہندو نہیں لگائیں
 کہیں نہ ہندو آتا ہے نہ ہندو نہیں لگائیں
 کہ کہ ہندو کہ ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 کا ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 نہ ہندو۔ اب ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو
 ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو



آبیائی کے سرخ میں اخاندہ کرنے کا سوال کوئی معمول کا سوال نہ تھا۔ اس کے معمول
 بڑھانے سے کاشتکاروں پر ایک نئی بوجھ کا اضافہ ہوتا تھا حالانکہ ان کے
 بوجھ کم ہونے چاہئیں۔ کچھ دن تو سہ خدام حسین کی وزارت نے اس سوال
 پر حکومت اختیار کیا لیکن بالآخر اپنی ختمہ پرست ہندو عیسائیوں کے دھرم
 دور گو رنر کے دباؤ سے اس معمول کے اضافہ کا ارادہ کر دیا۔ اس ارادہ
 کے خلاف وہی جہت رتھ مارے سندھ میں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا اور دیگر ہنگامہ کا
 قہر قانیہ یہ ہو کہ سہ خدام حسین کی وزارت ٹوٹ گئی۔ سہ خدام حسین کی وزارت
 کا کہہ جو دیگر وزارت آئی تو نے سندھ میں طور پر مدام کو یہ یقین دلایا کہ آبیائی
 کے معمول میں صحت کوئی نہ یاد قانیہ ہوگی۔ سندھ پر دانش کا گھر میں پارٹی نے
 وہی یقین دلانے کی بنیاد پر اس وزارت کی حمایت کا ارادہ کیا لیکن سندھ کو
 اپنی صدارت کا فیصل بنانا تو بہر حال ضرور تھا۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد گو رنر نے
 اٹھ روٹی طور پر اٹھ بخت کا وزارت لکھی تو بیائی کا سرخ بڑھانے پر جو
 اٹھ بخت کو رنر چنیزے سخت پریشاں کیا۔ رنر کے سامنے کوئی جانے کا رنر تھا۔
 جو رنر و رنر خفیہ خفیہ بہریم معمول بڑھانے کی جو رنر منتظر کر رہا اور گائیڈ
 پارٹی یا اپنی پارٹی سے شکوے کی بنیاد پر اس کا ارادہ سے گائیڈ پارٹی سے
 کیا کر دیا۔ یہ چیز گائیڈ پارٹی کو نیز دو اٹھ بخت کا پارٹی کی سخت گائیڈ
 ہوئی۔ دونوں نے اس سے جواب طلب کیا۔ گائیڈ پارٹی نے آبیائی کے
 یہ جو رنر پاس کر دیا کہ چونکہ اٹھ بخت کی وزارت نے شہر معمول میں اضافہ
 کر کے کاشتکاروں پر صدارت کا بوجھ کا اضافہ کر دیا تو رنر کے پاس
 بہریم دھرم کے خلاف جو رنر گائیڈ پارٹی کے رنر کے خلاف پارٹی کے
 پارٹی اس وزارت کی حمایت سے دست کش ہو جائیں۔ اور جو اٹھ بخت کے
 پارٹی نے اسے اتنا شک کیا کہ رنر جو رنر کے استعفا دینا پڑا۔

7

تو صحیح صورت حالات کا حکم چاہیے۔ اور پھر یہ کہ جس سے چند روز پہلے
 کراچی پہنچ چکے تھے اور وہ وہاں کا ٹھکانہ بنائے ہوئے تھے ان کو اس وقت
 معلوم کیا گیا کہ یہاں پر کراچی کے رہنے والے ہیں۔ یہاں پہنچ کر
 ان کو کراچی کے ٹھکانہ کی طرف اشارہ کیا گیا۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ اس وقت
 کا دارالحکومت روڈ کے بجائے کہ بڑے پورے ہیں۔ لیکن ان کو روڈ کے
 بجائے روڈ کے ساتھ بڑے پورے ہیں اور اس وقت اگر ان کا کہنا یہ تھا
 کہ یہاں تو ملک کے دارالحکومت تو اس کا کہنا یہ تھا کہ اس وقت کے دارالحکومت
 اس وقت کے دارالحکومت کے ساتھ ہیں اور حالات کے بدلنے
 پر کئی برسوں کے دوران صورت حال کو ملحوظ رکھنا پڑا ہے اور کئی
 یہ بات کہ ان کو کئی تھے۔ لیکن اس سے اتفاق نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ
 گویا اصول کے خلاف چلا۔ لیکن حکومت کی بنا پر کراچی کے اصول کے
 ٹھکانہ بنائے گئے۔ کل کو چند تھے اور آگے بڑھے۔ یہ بات کہ
 یہاں دماغ سے نہیں اترتا۔

چاروں طرف سے یہی کہا جا رہا تھا کہ اگر اس وقت ہم نے اس وقت
 کا ٹھکانہ نہیں تو ہم یہاں کی وزارت بنائیں۔ لیکن ہم نے کہا کہ اگر ہم یہاں
 وزارت بنالیں تو بنائے۔ کوئی ہم نے وزارتیں بنانے کا ٹھکانہ نہیں
 یہاں پہلے ایک باہری طرف سے ایک نہیں ایک وزارتیں
 بنائے۔ ہم نے وزارتیں اصول کے تحت بنوائیں۔ یہاں یہ اصول
 یہاں خلع میں پڑتا ہے اور اگر آگے ہم نے وزارتوں کو ٹھکانہ دیں گے۔
 ہم نے اپنی اصول کے سوا اور کئی دوسرے وزارتیں نہیں بنائیں گے۔
 کیا اول اول ایک کو سرحد کا دارالحکومت بنائیں گے۔ لیکن یہاں
 اور ہم نے ہم نے وزارت کے تحت بنائیں گے اور یہاں کے ٹھکانہ

میردانی و در زمین نہیں بنالی غیہ : پر کیا ہم اس وقت رشتہ
 اپنے کام حالات کی پس پشت ڈال دیتی کہ چند نہ چند ہوا ، کیا
 جان یا لاکھ ہرست و درازانہ و دراز و دراز بنائی ^{ہوئی} یا لاکھ در سند پر
 برکات ہو رہی دور با قدر کا ٹکڑی لگا دیں یہ لکھ کہ بد قرار رکھا
 اٹھانہ سول کے سوا کہ سورت سول کیا جائے ۔ کا ٹکڑی کے رکھ
 نصیب ہر خورہ ہرست ہند رشتہ چراغ پا ہوئی ۔ نہیں انور
 سمجھت کہ یہ یہ سخت سخت و سخت ڈھنگ تقریریں تو جو ہیں
 یہ بد کسی ایک کی زبان سے ہیں نہ لکھ کہ کا ٹکڑی کے رکھ
 ایسا نہ ارہ کہ پیش نظر رکھا ۔ اور نہ دور و بشارت ہیں
 اگر چند کے تعلق و شوق کو دیکھا کہ سورت کے مانتی شہ کیا ۔ ہم
 کھانہ کے محل سے عوام میں صبح سیدھی شو رہا اور صبح یہ
 یہ ارہ کا یہ انہیں ہوتی ۔

کہیں غیہ : ہیں ہر وقت ملک ملک نہیں ۔ اور
 مجھے یہ بتلنا کہ کا ٹکڑی کے رکھتے ہیں اس وقت کا لکھ
 جو قابل ۔

اس طرح پنجاب کی نکالیں ۔ بیچ ہا بیچ دلی ہا جو چارہل
 کھانے کھانے اگر یہ اپنی اندر بہت ہی آواز گئی دیکھتے تھے اور
 کا ٹکڑی کے لکھ ہر ہرست نہیں اترتے تھے لکھ چرہ ہا
 کھانے روک دیکھتے تھے کہ نہ لکھ ہا بیچتے تھے ۔ کہیں پنجاب میں ہیں
 صورت عادت وہی ہے جو سندھ میں ہے ۔ ہیں روک دیکھتے تھے
 (دیکھ) یہ لکھ ہا روک دیکھتے تھے کہ نہ لکھ ہا بیچتے تھے ۔ اور ہر ہا
 ہیں اگر نہ روک دیکھتے تھے کہ نہ لکھ ہا بیچتے تھے ۔ اور ہر ہا

کا ٹکڑی کے رکھتے ہیں
 ہر ہا بیچتے تھے
 کہیں غیہ : ہیں ہر وقت ملک ملک نہیں ۔ اور
 مجھے یہ بتلنا کہ کا ٹکڑی کے رکھتے ہیں اس وقت کا لکھ
 جو قابل ۔

کی دستبرد سے بچانے کا کام کیا جائے تو قدرتنا اس کا برا اثر ہوگا
 بہرہ پر لگائے۔ جس کی وجہ سے دن پار ہوا کہ خلعت پہننے دو گنا سخت محنت ہو
 برپا کیا۔ اور منہ سے کی طرح یہاں سے کانٹریسی میسجی رہا۔
 سیدہ بے بی بی نے نہ سوں کو ڈنگا نہ کتے باز لگے دھکے۔ کہیں کا
 اس کے لیے کوئی کر سکتی تھی کہ کاٹھنکاروں کے سنا کر کھینٹ سے
 کام میں بھی روڑا ڈر جائے۔ چنانچہ کانٹریسی نے دن بھر کی
 تمام خاموشیوں کے باوجود بھی یہ فیصلہ کیا کہ دن کی مخالفت نہ کی جائے
 ہمارے اس فیصلہ پر غور و فکر کیا کہ وہاں میں بڑا شور مچا رہا
 ہوا۔ حتیٰ کہ کانٹریسی کے ذمہ دار افراد نے ہم سے آکر یہاں تک
 کہ اگر آپ بھی دن بھر کے خلعت آواز بلند کرنے سے ہیں تو
 تو ہم کانٹریسی سے بغاوت کریں گے۔ مگر میں نے ہمیشہ یہی کہا کہ
 "آپ شکوت سے بغاوت کیجیے اور اس کی سوال پر کانٹریسی سے
 دیدیں۔ کہیں آپ کو یہی کرنا پڑے جو ہم سمجھتے ہیں۔ باقی یہ
 یہ سوچو کہ کانٹریسی جہاں عین بولا پڑتا ہے وہاں ڈروین
 کاٹھنکار بھی نہیں کیا اور چوتھے پر کیا تو، کہیں خود فیصلہ نہ
 رہے۔ اس لیے جب ایک اور حرکت کی گئی۔ میں نے کہا کہ چاہے اس
 دیر دھانے کانٹریسی کے ذمہ دار افراد کی اپنی تقریروں سے بہت
 سخت بات کہیں، مگر نہ سمجھیں دفعہ کی گائیڈ لائنیں اس کی
 ہم ان کے خلعت غائب کرنا چاہتے ہیں۔
 مگر اس میں صورت یہ تھی کہ کانٹریسی بار بار
 فیصلہ دلاتے ہیں۔ ان کے ایک غائب کرنا چاہتے ہیں کہ
 چاہتی تھی۔ کہ ان کے کانٹریسی پر ہر کار کانٹریسی

غیر زراعت پیشہ افراد کے لئے غنہ نہ اچھ ٹیشن میں شریک نہ ہوں
 انکی اجازت بھی نہ دوں۔ یہ کہہ کر "اگر غنہ نہ ہو تو کیا ہوگا؟"
 انکی تاریخ غیر زراعت پیشہ افراد کو غنہ نہ ہونے کی تاریخ
 وہیں کرانی اور ہونی چاہیے نہ
 ہر حال یہ ایسے واقعات ہیں جن سے یہ ثابت ہو گیا کہ
 سرکاری ملازمت کا معیہ ہونا اور کادیم ہونا خود کو ثابت کرنا ہوتا ہے
